''نغمۂ توحید'' ملتان کے ایک ہندو شاعر ملک ہیم راج کا اردو، سرائیکی اور فارسی حمدیہ کلام پر مشتمل نایاب مجموعہ۔ تحقیقی وتنقیدی جائزہ

ڈاکٹر سعدیہ حسن بلوچ*

Abstract:

This article addresses a rare book that was published in 1909 on the sublime topic of hyms. As it is obvious from its topic that it includes collections of hymes, but infact it is suprisingly wonderful that it was written by a Hinu poet, Malik Heem Raj. Among the Urdu hyms poets his name stands in the second place. He belonged to Multan a holy and ancient center for Awlia. His work appears to be coming from a believer's heart. His book concludes Persian, Urdu and Saraiki Hyms.

توحید ایک عالمگیر متفقہ صداقت ہے۔ تورات، زبور، انجیل، وید مقدس، گرنتھ صاحب غرض ہر کتابِ مقدس میں اس حقیقت کی کارفرمائی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ الست بربکم (القران) اورکل مولود یولد علی الفطرۃ۔۔۔الخ (الحدیث) کے مصداق خدائے واحد کی وحدانیت کا اقرار واعتراف ہر ذی روح کی فطرت کا لازمی جزو ہے۔ فطرتِ اسلام پر پیدا ہونے کی وجہ سے توحید کا اقرار کائنات کے ہر انسان کے دل سے اٹھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مبعوث فرمائے جن میں سے چند کا ذکر ہم قرآن پاک میں دیکھتے ہیں۔ مگر ''ولکل قوم ہاد'' کے مصداق ہر خطے میں توحید اور صرف توحید خالص کا ہی پیغام لے کر پیغمبرانِ خدا تبلیغ کا فریضہ سر انجام دیتے رہے اور دنیا کا کوئی گوشہ بے شک وشبہ اس پیغام سے محروم نہ رہا۔ نغمات توحید دنیا کی فضاؤں میں ازل سے گونجتے رہے۔ برعظیم پاک وہند کی فضائیں بھی یقیناً ان نغمات سے محروم نہ تھیں۔ اردو شاعری کی ابتدا ہی میں ہمیں گرونانک اور بھگت سنگھ کبیر جیسے نامور غیر مسلم شعرا کے کلام میں مضامینِ توحید جلوہ فگن نظر آتے ہیں۔ یہ امر بجائے خود ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ شاعر مذہب سے قطع نظر، فطرت کا پیام بر ہوتا ہے۔ وہ معاشرے کا ایک حساس فرد ہونے کے ناطے اعلانِ حق سے دریغ نہیں کرتا۔ اسی لیے وہ کائنات میں اسی کو شاہد ومشہود خیال کرتا ہے۔

* شعبہ اُردو، گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج برائے خواتین، وحدت کالونی، لاہور

بقول لالہ لعل چند فلک:

آتش کدے کے اندر روشن ہے نور تیرا　　کعبے میں بت کدے میں بھی ہے ظہور تیرا
مندر میں کوئی تجھ کو ماتھا نوا رہا ہے　　مسجد میں کوئی سجدے میں سر جھکا رہا ہے (۱)

ہم دیکھتے ہیں کہ اردو شاعری کی تاریخ میں غیر مسلم شعرا بالخصوص ہندو شعرا دیا شنکر نسیم، منشی درگا سہائے سرور، کنہیا لال ہندی، منشی جگن ناتھ خوشتر، منشی جواہر پرشاد برق، کشن پرشاد شاد، جوش ملسیانی، چکبست اور دلو رام کوثری وغیرہ کی حمدیہ شاعری کے در ہائے ثمین فروزاں دکھائی دیتے ہیں۔

یہ امر تعجب انگیز ہونے کے ساتھ ساتھ باعثِ مسرت ہے کہ اردو میں حمدیہ منظومات کا پہلا انتخاب ایک ہندو شاعر دیوان چند گڈ ہوک کے ہاتھوں عمل میں آیا۔ ترانہ توحید، کے عنوان سے حمدیہ نظموں کا یہ مجموعہ ایک سو آٹھ صفحات اور ترانوے منظومات پر مشتمل ہے۔ اس مجموعے کے ناشر رام داس کوہلی بک سیلر اینڈ پبلشر، ہیں جائے اشاعت لاہور جبکہ سنہ اشاعت ندارد ہونے کے باوجود اس انتخاب کو اولیت کا درجہ یوں حاصل ہے کہ ''نغمہ توحید'' مرتبہ صوفی عبدالغفار اور ظفر صابری جسے پہلا انتخاب حمد قرار دیا جاتا ہے ۱۹۸۱ء میں منظر عام پر آیا جبکہ دیوان چند گڈ ہوک کا ایک اور شعری مجموعہ ''لمالہ'' کے عنوان سے ۱۳۹۰ھ بمطابق ۱۹۷۰ء میں شائع ہوا اور دیال سنگھ لائبریری لاہور میں اس کی ایک کاپی موجود ہے۔ قرینِ قیاس ہے کہ ''ترانہ توحید'' بھی اسی کے لگ بھگ یعنی ۱۹۷۰ء کے قریب ہی شائع ہوا ہوگا۔ دونوں مجموعوں کے اس زمانی بُعد کو دیکھتے ہوئے ہم ترانہ توحید، از دیوان چند گڈ ہوک کو اردو کا پہلا حمدیہ انتخاب قرار دیتے ہیں۔

ہندو شعرا کی موحدانہ شاعری کا ایک اور نا قابل تردید کارنامہ اردو کے پہلے حمدیہ و مناجاتیہ دیوان کی اشاعت بھی ہے۔ مذکورہ دیوانِ حمد و مناجات معروف شاعر کنہیا لال ہندی کے قلم کا شاہکار ہے جو ۱۸۷۳ء میں پہلی بار شائع ہوا۔ ''مناجات ہندی'' کے نام سے یہ حمدیہ مجموعہ پہلی بار لاہور سے شائع ہوا اور اس کے چھ اشاعتیں منظرِ عام پر آئیں جن میں سے آخری اور چھٹی اشاعت ۱۸۸۲ء میں لاہور کے وکٹوریہ پریس سے منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئی۔

غیر مسلم شعرا کی حمدیہ شاعری پر مختصر تمہید کے بعد ہم اپنے اصل موضوع سے رجوع کرتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ اردو کا پانچواں حمدیہ مجموعہ ''نغمہ توحید'' بھی ایک غیر معروف ہندو شاعر ملک ہمیراج کے حق شناس قلم کا شاہکار ہے۔ ملک ہمیراج کا یہ حمدیہ مجموعہ ۱۹۰۹ء میں مفید عام پریس لاہور سے شائع ہوا۔ ملک ہمیراج کا تعلق ملتان سے تھا اور وہ اردو اور فارسی دونوں زبانوں میں شعر کہتے تھے۔ ''نغمہ توحید'' ان کے اردو، سرائیکی اور فارسی حمدیہ کلام پر مشتمل ہے۔ اس مجموعے کے کل ایک سو بیس صفحات ہیں۔

''نغمہ توحید'' کے سرورق پر مرقوم درج ذیل شعر، شاعر کے نام اور موضوع کتاب کی نشان دہی کرتا ہے:

مصنف ہے جس کا ملک ہیمراج
فروزاں ہے جس پر حقیقت کا تاج

سرورق پر ہی درج دوسرا شعر ملاحظہ کیجیے:

واہ واہ عجب یہ نغمۂ ساقی
دیتا ہے وصال ذات باقی

''نغمۂ توحید'' پر دولت رائے چدا کاسی (ملتان) کا نوٹ بعنوان ''اوم'' بھی شامل کتاب ہے۔ دولت رائے اس منفرد حمدیہ مجموعے تعارف اس طرح کرتے ہیں:

''غرضیکہ یہ ترانہ آن مرغ قدسی، پیمانہ دل کو وحدت سے لبریز کر کے دنیا سے مدہوش بناتا ہے اور اپنے پیارے پیارے دہن اور میٹھے میٹھے گیت سے کام جاں کو قندِ حقیقی چکھاتا ہے۔ یہ چغانہ ازلی ہر پیر و جواں کو عوارض روحانی سیحت پہنچاتا ہے اور طبیعت کو جمعیت و طمانیت سے ہمدم بناتا ہے...... ہر جویندۂ اسرارِ پنہانی و طالب نجات از کشاکش روحانی اس سرودِ سبحان کا حظ اٹھاوے اور آلام نفسانی و اوہام جہانی سے نجات پاوے۔ بلبلِ حقیقی کے گیت گاوے آمین ثم آمین۔ فرد''۔

دل کو فرخندہ معطر کرے گل بن کے یہاں   نغمۂ توحید کا ہے بلبِ قدسی سے یہ (۲)

دولت رائے دعا کے اختتام پر مسلمانوں کی تقلید و انداز میں آمین ثم آمین کے الفاظ استعمال کرتے ہیں جس سے ہمیں غیر مسلموں میں جلم تہذیب و ثقافت کے اثر و نفوذ اور رچاؤ کا شدید احساس ہوتا ہے۔ دیوان کا آغاز مناجات سے ہوتا ہے جس میں ہمدیہ اشعار غالب ہیں۔ حمد میں وہ صفات باری اور اسمائے الٰہی کو منظوم کرتے ہیں۔

اے ذاتِ کبریائی تو قابل ثنا ہے   اپنے میں آپ قائم یکتا ہے دائما ہے
میں تو سے دور مولا صدق و صفا کا معدن   کبر و ریا سے برتر بے چون و بے ریا ہے

ذات پاک کے بے عیب و بے ریب ہونے پر اس طرح اظہار خیال کرتے ہیں:

ذات وہاب، بے عیب، عالی جناب، بے ریب   دانندہ عیب تو ہے سب کا سبب بنا ہے

اللہ تعالیٰ کی قدرت و خالقیت، برکاتِ عالیہ، فضل و کرم اور بخشش و مغفرت کو ایک مومن کی طرح سراہتے ہیں:

شمس و قمر کے موجد، بحر و زمیں کے موید   طیر و وحوش و انساں سب کی تو ہی بنا ہے
اے منبع حسن و خوبی سب برکتوں کے چشمے   فضل و کرم کا مصدر غفار تو بجا ہے (۳)

ملک ہیمراج کے مذکورہ حمدیہ اشعار اسلامی فکر اور توحید خالص کے حامل ہیں۔ اس مجموعے میں ان کا حمدیہ سرائیکی کلام بھی شامل ہے جو ان کے موحدانہ مزاج و فطرت کی عکاسی کرتے ہیں ان کے نزدیک ذاتِ حق عین عشق

ہے کہتے ہیں:

خام مختتاں علم علوم سارے بناں عشق تھیں کون مسرور ہویا
عین عشق ہے ذات حق ہمیرا جا جتھے اُمگیا سوئی پر نور ہویا (۴)

ان کے حمدیہ کلام پر تصوف کے بھی گہرے اثرات دکھائی دیتے ہیں۔ ناصحانہ انداز لیے اس سرائیکی غزل میں تصوف کا رنگ و آہنگ ملاحظہ ہو:

تو ہیں آپ خدئے رحیم توہیں غیر حق تھیں آپ حدائے پیارے
کبر و منی دے خیال نوں دور کرکے غوطہ بحر تحقیق وچ کھاے پیارے
خواہش پاک پلید تھوں صاف کرکے دل احد دے نال ملاے پیارے
ہمیراج توں آپ حق پاک اللہ نہیں دوسرا تیرے سوائے پیارے (۵)

''نغمہ توحید'' کا فارسی حمدیہ کلام بچپن حمدوں، ۹۱ ابیات اور ایک مختصر مثنوی پر مشتمل ہے۔ پہلی حمد میں ہی قاری کو دنیا کے خیال وفکر اور فریب ودغا سے الگ تھلگ ہو کر ذاتِ واحد کی تلاش اور اس کے عشق میں مدغم ہونے کی تلقین کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

زفکر و خیال و فریب و دغا صفا شو صفا شو صفا شو صفا
زجسم و زاسم و زرسم و رسوخ جدا شو جدا شو جدا شو جدا
چو پروانہ در شوق دیدارِ حق فنا شو فنا شو فنا شو فنا (۶)

ان کا فارسی کلام ان کے ذات واحد پر کامل یقین کی عکاسی کرتا ہے۔ وہ جا بجا اللہ تعالیٰ سے اپنی بے پناہ محبت وشیفتگی کا اظہار کرتے ہیں۔ جہان وکارِ جہان سے لاتعلقی کی نصیحت کرتے اور یہاں تک کہ اپنے قاری کو آخرت کا خوف بھی دلاتے ہیں۔ ذیل کے اشعار ملاحظہ ہوں:

بہ بفکر ورنج جہاں مبتلا مشو ناداں کہ ہستی ات بجہاں ہست ہمچو نقشِ حباب
مکن زیاں بہ خیالات نقدئ عمرت کہ از خیالِ پراگندہ خواہی یافت عذاب (۷)

اپنے قاری کو عاجزی وانکساری اختیار کرنے اور جوانی میں توبہ کرنے کی نصیحت اس طرح کرتے ہیں:

بشو بخاک مساوی کہ جائے آرام است کہ از نگاہِ تکبر شود نتیجہ خراب
بہ پیری ہر کسے از خوف مرگ فکر کند صد آفرین بر آن کس کہ میکند بہ شباب (۸)

مندرجہ بالا آخری شعر ہمیں فارسی کے اس معروف شعر کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ:

درجوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری است وقت پیری گرگ ظالم می شود پرہیز گار

ملک ہمراج فارسی میں ساقی تخلص کرتے تھے۔ اس کا اندازہ ان کے درج ذیل مقطعوں سے ہوتا ہے:

خداست واصل و حاضر بہر کجا ساقی   بہ بین بچشم حقیقت خدا بغیر نقاب **(۹)**

خداست حاضر و ناظر بہر کجا ساقی   چرا کہ جملۂ اشیا بہ ہستیش دال اند **(۱۰)**

جرعۂ توحید چون نوشیدہ از ساقی کریم   کفر وایماں دور ماندہ وار بودہ عقل و عار **(۱۱)**

ہر کہ نوشد بادۂ عرفان از ساقی کریم   در قیودِ جسم ہر گز اُونمی باشد الیم **(۱۲)**

ملک ہیمراج کے اردو، سرائیکی اور فارسی کلام کے مطالعے سے ان کی قادرالکلامی کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ وہ بیک وقت تینوں زبانوں میں اس روانی سے شعر کہتے چلے جاتے ہیں گویا شاعری کا ایک سمندر رواں ہو۔ پھر یہ امر بھی قابلِ ستایش ہے کہ ان کا کلام بیان وبدیع کے کتنے ہی موتیوں سے مزین ہے، تائید میں ایک غزل کے چند اشعار درج کیے جاتے ہیں جن میں تشبیہات لڑی در لڑی ایک تسلسل کے ساتھ چلی آرہی ہیں:

دور زمانہ یکساں باکس نمی رود   چون سایۂ درخت کہ یک جا مدام نیست
چون روز و شب بہ عقب ہوس میدوی ولا   جز پیروی صبر درین جا قیام نیست
بیدار شو کہ وقت بگذرد چوماہِ نو   خفتہ ضمیر را در عقبیٰ مقام نیست
غفلت کہ مثل توسن بے ضبط بودہ است   آن را بغیر دانش دیگر زمام نیست
چون موئے سر کہ وہم شود روز و شب دراز   آن را بغیر عارفِ دیگر حجام نیست **(۱۳)**

''نغمۂ توحید'' کے صفحۂ آخر پرست بری مہاراج سوامی ہیمراج کی بارہ شعری تصانیف کے نام درج ہیں جن میں سے ایک کا نام ''مناجات'' درج ہے۔ ان کی مذکورہ تصنیف اگرچہ اب اعتداد زمانہ کے ہاتھوں تلف ہو چکی ہے مگر ہمیں اس دور کے ایک غیر معروف ہندو شاعر کے حمد مناجات سے لگاؤ اور اس کے دینی مزاج ورجحانات کا پتا دیتی ہے۔ مختصر یہ کہ ملک ہیمراج کا نام ملتان کے قدیم اردو، سرائیکی اور فارسی شاعر کے طور پر ایک نئی بازیافت ہے اور وہ حمدیہ ومناجاتیہ شاعری کا ایک معتبر نام بھی ہے بقول سعدی:

نام نیک رفتگاں ضائع مکن
تا بماند نام نیکت برقرار

حوالہ جات

۱۔ لالہ لعل چند فلک: ترانہ توحید (مرتبہ) دیوان چند گڈ ہوک، لاہور: رام داس کوہلی سیلر اینڈ پبلشرز، س ن، ص ۴۷

۲۔ ملک ہیمراج، نغمۂ توحید، لاہور: مفید عام پریس، ۱۹۰۹ء، ص ۲

۳۔ مذکورہ حوالہ، ص ۳

۴۔ ایضاً، ص ۶۶

۵۔ ایضاً

۶۔ ایضاً، ص ۶۷

۷۔ ایضاً، ص ۶۸، ۶۹

۸۔ ایضاً

۹۔ ایضاً، ص ۶۹

۱۰۔ ایضاً، ص ۷۲

۱۱۔ ایضاً، ص ۷۵

۱۲۔ ایضاً، ص ۱۲۰

۱۳۔ ایضاً، ص ۷۰